یورپ پر ترکی کا آسیب

یورپ پر ایک آسیب منڈلا رہا ہے اور وہ ہے ترکی کا آسیب' جو حال ہی میں توسیع شدہ پچیس ممالک کی یونین کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ کیا یورپی یونین کو اپنا دروازہ کھول دینا چاہئے' یا ترکی کو باہر رکھنے کے لیے اسے کوئی اور بہانہ تلاش کرنا چاہئے؟ یہ سوال یورپی یونین کے سربراہی اجلاس کے ایجنڈے میں شامل ہے' جو رواں ماہ کے آخر میں ڈبلن میں منعقد ہو رہا ہے۔

جیسا کہ حالات سے ظاہر ہے' ترکی کو رکنیت کا دعوت نامہ جاری کرنے کے امکانات بہت کم نظر آتے ہیں۔ یونین کے متعدد ممتاز ارکان ترکی کو باہر رکھنے کے ضمن میں پہلے ہی اپنے ارادے کا اظہار کر چکے ہیں' چاہے اس کے لیے انہیں اپنا ویٹو کا استحقاق ہی کیوں نہ استعمال کرنا پڑے۔

ہو سکتا ہے کہ فرانس کے صدر یاک شیراک اور اٹلی کے وزیراعظم سلویو برلسکونی کے پاس ایک دوسرے کے لیے کوئی وقت نہ ہو' لیکن جب ترکی کی درخواست کی مخالفت کا معاملہ آتا ہے' تو دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جرمن چانسلر شروڈر صاف طور پر مخالفت نہیں کر رہے' لیکن انہوں نے بھی ترکی کے خلاف کارڈ استعمال کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے' بشرطیکہ ملک کے اندر کرسچین ڈیموکریٹ مخالفین ان پر بازی نہ لے جائیں۔ برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر ترکی کی رکنیت کے حامی ہیں' لیکن اس بات کا امکان نہیں کہ وہ اپنے مؤقف کے لیے ثابت قدمی سے لڑ سکیں گے۔

یورپی یونین میں ترکی کی شمولیت کے خلاف باضابطہ دلائل سے سب واقف ہیں۔ ترکی میں کسانوں اور کاشتکاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے' جو CAP (کامن ایگریکلچرل پالیسی) کے تحت سب سڈی کا مطالبہ کر کے یونین کو دیوالیہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس دلیل کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے' جب ہم دیکھتے ہیں کہ وسطی اور مشرقی یورپ سے نئے ارکان کی شمولیت کی وجہ سے CAP پہلے ہی آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ ترکی اتنا زیادہ جمہوری ملک نہیں کہ وہ یونین میں شامل ہو سکے اور یہ بات درست بھی ہے۔ ایک پختہ جمہوریت کی حیثیت تسلیم کروانے کے لیے ترکی کو کئی دہائیوں کا عرصہ درکار ہوگا۔ لیکن یہ بات بھی مدنظر رکھنا ہوگی کہ یورپی یونین کی رکنیت مل جانے سے جمہوریت کا عمل تیز ہو سکتا ہے' جیسا کہ پرتگال اور یونان میں ہوا ہے اور سابق کمیونسٹ ریاستوں میں ہو رہا ہے۔

ترکی سب سے پہلے 1970ء کی دہائی میں یورپ کی طرف راغب ہوا تھا اور 1980ء کے عشرے میں اس نے یونین کی مکمل رکنیت کے لیے کوشش شروع کر دی۔ ردِعمل کے طور پر یورپ والوں نے وسیع اقتصادی' سیاسی اور معاشرتی اصلاحات کا مطالبہ کیا' جو ترکی کی درخواست پر سنجیدگی سے غور کو التوا میں رکھنے کا ایک بہانہ تھا۔ گزشتہ دو عشروں سے ترک اصلاحات کے پیچیدہ پر بہت محنت سے کام کر رہے ہیں' جس کی ابتدا ترگت اوزال کے عہد میں

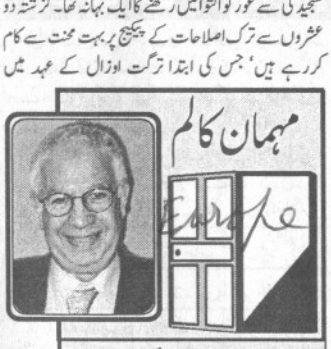

اقتصادی فروغ سے ہوئی تھی۔ گزشتہ مخلوط حکومت میں ترکی نے آئینی اصلاحات کا آغاز کیا' جن کا مقصد سیاست میں فوج کا عمل دخل کم کرنا اور انسانی حقوق کا فروغ تھا۔ یہ عمل طیب اردگان کی حالیہ مخلوط حکومت میں بھی زیادہ عزم کے ساتھ جاری ہے۔ ترکی کی طرف سے یورپی مطالبات' جن میں بعض ایسے مطالبات بھی شامل ہیں' جن کی وجہ سے بہت مشکل پیش آ رہی ہے' کی بجا آوری کے باوجود' ایسا نظر آتا ہے کہ ان لوگوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا' جو اس کی رکنیت روکنے کے درپے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ ترکی کی رکنیت کی مخالفت کر رہے ہیں' ان کے پیش نظر سیاسی یا اقتصادی وجوہات کے بجائے نظریاتی وجوہات ہیں۔

میں نے تقریباً ایک سال پہلے پیرس میں جرمنی کے سابق چانسلر ہیلمٹ کوہل کے ساتھ ناشتے کے موقع پر یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ کوہل 1980ء کے عشرے سے بڑی سرگرمی کے ساتھ ترکی کی رکنیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے بیٹے نے ایک ترک عورت سے شادی کر لی ہے' ان کے مؤقف میں تبدیلی نہیں آئی۔ کوہل نے زور دے کر کہا کہ یورپی یونین "ایسے ملکوں کی ایک تنظیم ہے' جن کی میراث عیسائیت ہے" اور ترکی ایک ایسا ملک ہے "جس کی میراث اسلامی ہے" لہٰذا تنظیم میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہی دلیل میں نے لندن میں یورپی آئینی کمیٹی کے اجلاس کے بعد فرانس کے سابق صدر ولیری جیکارڈ دیستاں سے سنی۔ "ترکی کا تعلق ایک مختلف تہذیب سے ہے" جیکارڈ نے زور دیتے ہوئے کہا "ایک مسلمان معاشرے کی حیثیت سے ترکی یورپ میں پنپ نہیں سکے گا۔"

22/6/04

کوہل اور جیکارڈ کے لیے میرے دل میں اس لیے احترام ہے کہ انہوں نے جرأت کرتے ہوئے اپنے دل کی بات کہی ہے' اگرچہ جب کوئی شخص اقتدار میں نہ ہو' تو اس کے لیے ایسا کہنا آسان ہوتا ہے۔ وہ بانگ دہل ایک ایسی بات کہتے ہیں' جو بات بیشتر یورپی لیڈر تنہائی میں صرف سوچتے ہیں۔ ترکی کا مطلب ہے اسلام' جبکہ یورپ میں وراثتی خدشات کے لیے اسلام ایک علامتی لفظ ہے۔ آسٹریا کے دارالحکومت ویانا کے بڑے گرجاگھر میں ابھی تک ایسی کندہ کاری موجود ہے' جس میں عثمانیہ سلطان یعنی خلیفہ کو ایک کتے کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ آٹے کی ہلالی شکل کی روٹی 'Croissant' جسے بہت سے یورپی ناشتے کے طور پر کھاتے ہیں' سلطنت عثمانیہ کے نشانِ ہلال کی علامت ہے' جس کے پرچم چار سو سال پہلے ویانا کے دروازوں تک جا پہنچے تھے۔

کیا ترکی کو یورپی یونین سے باہر رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کافی ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ دعویٰ کہ یورپی یونین ایک کرسچین کلب ہے' جھوٹ ہے اور خطرناک بھی۔ یونین کے پچیس رکن ممالک میں تیس فیصد آبادی خود یہ کہتی ہے کہ وہ باعمل عیسائی نہیں۔ اگر مذہب پر حملے کا پیمانہ ہی پیدا اس ہی ہے تو پھر یونین کے رکن ممالک میں تقریباً دو کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یورپی یونین میں اسلام دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔ یونین میں تقریباً بیس لاکھ یہودی ہیں اور لاکھوں یورپیوں نے دیگر عقائد اپنا رکھے ہیں' جن میں بدھ ازم اور بہت سے نئے فیشن ایبل فرقے شامل ہیں۔ آج یورپ مذاہب اور سیاسی نظریات کی واحد سپر مارکیٹ بنا ہوا ہے' جس میں جو ائس کسی فرد کی ہوتی ہے' مملکت کی نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یورپی جمہوریت کی بنیاد چرچ اور مملکت کی علیحدگی پر ہے' لہٰذا یونین کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

عیسائیت کو یورپیوں کے لیے ایک خصوصی "شناخت" کے طور پر استعمال کرنا اتنا ہی خطرناک ہے' جتنا نازیوں نے نسلی فیکٹر کو استعمال کیا تھا کہ آریہ اعلیٰ ترین نسل ہے اور باقی تمام کمتر درجے کی نسلیں۔ یہ دعویٰ کہ ترکی ایک "اسلامی" ریاست ہے' واضح طور پر غلط ہے۔ ترک جمہوریہ کا کوئی سرکاری مذہب نہیں اور یہ تقریباً آٹھ عشروں سے ایک سیکولر مملکت ہے' یعنی یورپی یونین کے متعدد رکن ممالک سے بھی پہلے سے۔

اگرچہ اٹھانوے فیصد ترک پیدائشی مسلمان ہیں' مگر ترک قوم کا تمام تر ثقافتی ورثہ' شاعری اور فلسفے سے موسیقی اور فن تعمیر تک' سیکولر ہے۔ تقریباً نصف صدی سے ترکی' سوویت سامراج کے خلاف یورپ کے دفاع کے اگلے محاذ پر خدمات سرانجام دیتا رہا ہے (نیٹو کے اندر امریکہ کے بعد ترک آرمی ہی سب سے بڑی تھی اور اب بھی ہے)۔ لیکن فرانس یا جرمنی میں کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یورپ کی سرحدوں پر اس کا دفاع "مسلمان فوجی" کیوں کر رہے ہیں۔

یہ ایک ایسا خواب ہے' جو تاریخ کے بہت سے فاتحین دیکھ چکے ہیں' یعنی شارلیمان سے لے کر نپولین اور ہٹلر تک۔ وہ شاید یہ نہیں سمجھتے کہ یورپ ایک جدید دنیا وجود میں لا سکتا ہے۔ اگر یورپ ایک وسیع آمرانہ سلطنت بن جائے' جیسا کہ زاروں کے زمانے میں روس تھا' تو اس میں وہ نیچہجی پیدا نہیں ہو سکتی' جو جمہوریت اور ترقی کو ممکن بناتی ہے۔ وہ لوگ جو یورپ کو یورپ ہی دیکھنا چاہتے ہیں' انہیں یورپی یونین میں ترکی کی رکنیت کی حمایت کرنی چاہئے۔

(بشکریہ: "گلف نیوز"۔ ترجمہ: ریحان قیوم) ☆